احسن العطر

فی

تحقیق الرکعتین بعد الوتر

یعنی

وتر رات کی آخری نماز ہونے کی تحقیق

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کا نام

احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر

مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ

ناشر

جامعہ عربیہ احسن العلوم

کمپوزنگ

دارالتصنیف (جامعہ عربیہ احسن العلوم)

ملنے کا پتہ

احسنی کتب خانہ

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر۲ کراچی

احسن العطرفی تحقیق الرکعتین بعد الوتر

یعنی

وتر رات کی آخری نماز ہونے کی تحقیق

(وتر کے بعد کسی بھی قسم کے نوافل پڑھنا خلافِ سنت عمل ہے)

فہرستِ مضامین

عرضِ مؤلف

الحمد لله رب العالمين وسلام علیٰ عباده المرسلین لا سیما علیٰ سید الاولین والآخرین امام الانبیاء و المتقین شفیع المذنبین یوم الدین وعلیٰ اله و اصحابه افضل الخلائق بعد النبیین اما بعد

وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کی جو عادت ہے کہ بعض حضرات وتروں کے بعد کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دو رکعت نفل بھی پڑھتے ہیں جبکہ محققین کے نزدیک وتروں کے بعد کوئی نفل پڑھنا خلاف تحقیق اور غیر مستحب ہے اور اس قسم کے تمام نوافل وتروں سے پہلے پڑھنا چاہیے۔ اُس وقت احسن المسائل میں ہم نے اختصار کے ساتھ عوام کی اصلاح اور اہل علم کی اطلاع کے لئے عرض کیا تھا کہ فقہاءِ دین اور آئمہ مجتہدین وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے کی طرف مختصر اشارہ کیا تھا۔ خود رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی وتروں کو آخر میں پڑھنے کے بارے میں ہے اور آپ ﷺ کا عمل مبارک بھی وتروں کو آخر میں پڑھنے کا تھا۔ ہماری فقہ حنفی کی کسی مستند کتاب میں وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کو نہیں لکھا ہے۔ بلکہ نور الا یضاح اور قدوری سے لیکر ھدایه اور فتح القدیر تک اور خلاصۃ الفتاویٰ سے عالمگیری اور شامی تک، البحر الرائق اور نصب الرایہ، بزازیہ اور قاضی خان وغیرہ تمام مستند اور معتمد کتب میں وتروں کا آخر میں پڑھنے کو بہتر اور افضل کہا

گیا ہے، وتروں کے بعد نوافل کو ذکر ہی نہیں کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں چونکہ کچھ اہل علم کی طرف سے اشکالات سامنے آئے ہیں اس لئے راقم الحروف نے اس موضوع پر رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا جو انشاءاللہ العزیز اس بحث کیلئے معلومات اور تسلی کا باعث ثابت ہوگا۔

نمبر۱ : زیرِ نظر رسالہ حاشا وکلا کوئی نئی چیز منوانے یا علماء کو کسی چیز پر مجبور کرنے کے لئے ہرگز نہیں لکھا گیا بلکہ ارباب علم کی خدمت میں دعوتِ علمی ہے اور اس بارے میں اگر حدیث اور رجال سمجھنے والے حضرات کچھ فرمادیں تو ان شاءاللہ العزیز دل کی گہرائیوں سے بصد شکر صرف قبول نہیں کی جائیگی بلکہ اطاعت کی جائیگی۔ ہاں بات فن کی ہو اور موضوع سے متعلق ہو، جو لوگ حدیث اور رجال سمجھے بغیر صرف عوام کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں تو ان کو اتنا عرض ہے کہ

تیرا جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں
آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

نمبر۲ : جو حضرات ذوقِ علم رکھتے ہوں اور رسالہ ھذا کو غور سے پڑھیں وہ یقیناً وتروں سے پہلے نفل پڑھنے کو ترجیح دیں گے جو کہ اس رسالے کا مقصد تصنیف ہے۔مگر جو حضرات رسالہ ھذا کو پڑھنے کے بعد بھی نہ سمجھیں تو ان سے معذرت ہے۔ اگر وہ حسبِ سابق پڑھنا چاہیں تو پڑھتے رہیں، ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں۔

نمبر۳ : زیرنظر رسالہ چونکہ وتروں کے بعد دو نفل پڑھنے سے متعلق ہے اس لئے دیگر نوافل اور سنن کی بحث سے اس میں اجتناب کیا گیا ہے۔ تہجد کا ذکر بھی ضمناً آچکا ہے جیسا کہ قارئین حضرات پر واضح ہوگا۔

”احسن العطر فی تحقیق الرکعتین بعد الوتر “

رکعتین بعد الوتر پہ بحث کرتے ہوئے علماءِ حنفیہ کے سرخیل اور رجال اور اسانید کے ماہر شیخ جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ نصب الرایہ میں رقم طراز ہیں:

حدیث فی الصلوٰۃ بعد الوتر ، اخرجه مسلم ، عن عائشه رضی الله عنها فی حدیث طویل، قالت کنا نعد له سواکه وطهوره ، فیبعثه الله ماشاء ان یبعثه من اللیل فیتسوک ویتوضاء و یصلی تسع رکعات لا یجلس فیهن الا فی الثامنة فیذکر الله ویمجده و یدعوه ثم یسلم تسلیماً یسمعنا ثم یصلی رکعتیں بعد ما یسلم، وهو قاعد، وفی لفظ : کان یصلی ثمان رکعات ثم یوتر ثم یصلی رکعتیں وهو جالس فاذا اراد ان یرکع ، قام فرکع ، قال النووی فی ”الخلاصه“ ورویت صلاۃ الرکعتیں بعد الوتر ، عن النبی ﷺ من حدیث ابی امامةرضی الله عنه و انس رضی الله عنه و ام سلمةرضی الله عنها و ثوبانرضی الله عنه و معظمها ضعیف ، و حدیث عائشةرضی الله عنهامحمول علیٰ انه علیه السلام فعله مرة ،او مرات ، لبیان الجواز فان الروایة الصحیحة عن عائشه رضی ا لله عنهاو خلائق من الصحابة ، ان آخر صلا ته فی اللیل کان وترا ، مع حدیث ابن عمررضی الله عنه ان النبیﷺ قال اجعلو اٰخر صلاتکم باللیل وترا (متفق علیه) والله اعلم انتهیٰ کلامه (نصب الرایہ ج۲ص۱۳۷)

ترجمہ : وتروں کے بعد نماز کی حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے طویل نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے لئے مسواک اور آپ ﷺ کے وضو کا پانی تیار رکھتے تھے، پس اللہ آپ ﷺ کو اٹھنے کی توفیق عطا فرمادیتے، جب بھی آپ ﷺ رات کو اٹھتے مسواک فرماتے وضو کرکے نو رکعات پڑھتے آٹھ رکعات کے بعد آپ ﷺ بیٹھ جاتے، اللہ کا ذکر اور بڑائی بیان کرنے میں مصروف رہتے پھر سلام پھیرتے اور ہمیں سناتے۔ سلام کے بعد دو رکعات پڑھتے اور آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہوتے اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ آٹھ رکعات پڑھتے اور دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے۔ پس جب آپ ﷺ رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہوکر رکوع فرماتے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ''خلاصہ'' میں کہا ہے کہ وتروں کے بعد دو رکعات حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن یہ روایات بنیادی طور پر ضعیف ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان جواز پر محمول ہے اس لئے کہ صحیح روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور دیگر مخلوقات صحابہ سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کی آخری نماز وتر ہوتی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم رات کی آخری نماز وتر پڑھو۔

امام زیلعی رحمہ اللہ نے وتر کے بعد کے نوافل کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور وتر کو رات کی آخری نماز بنانے کو صحیح قرار دیا ہے اور یہی حق ہے۔

محقق علی الاطلاق وکیل الحنفیہ بالاتفاق حافظ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اوتر قبل النوم ثم قام من الليل فصلى لا يوتر ثانياً لقوله ﷺ لا وتران في ليلة و لزمه ترك المستحب المفاد بقوله ﷺ اجعلوا آخر

صلاتکم باللیل وترا لانہ لایمکن شفع الاول لا متناع التنفل برکعة او ثلاث (فتح القدیر ج ا ص۳۸۲)

ترجمہ : سونے سے پہلے وتر پڑھ لے پھر رات کو اور نماز پڑھے تو وتر دوبارہ نہ پڑھے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات میں دو مرتبہ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں وتر پڑھنے سے مستحب کا ترک لازم آ گیا جو تقاضہ ہے آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ اس لئے کہ وتروں کے بعد نماز پڑھنے سے وتر کا آخر میں ہونا ختم ہو جاتا ہے۔

ابن القاسم کہتے ہیں

"و سألت مالکاً عن الرجل یوتر فی المسجد ثم یرید ان یتنفل فی المسجد ،قال یترک قلیلاً ثم یقوم فیتنفل ما بدا له ، قالت فان اوتر فی المسجد ثم انقلب الیٰ بیته ایرکع ان شاء قال نعم"

(المدونۃ الکبریٰ ج ا ص۹۸)

ترجمہ : ابن القاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے مسجد میں وتر پڑھ لئے پھر اس کا ارادہ ہوا مسجد میں نفل پڑھنے کا؟ امام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ کچھ دیر ٹھہرے پھر کھڑے ہو کر نفل پڑھ سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر مسجد میں وتر پڑھنے کے بعد گھر چلا گیا اور وہاں نفل پڑھنا چاہے، اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ پڑھ سکتا ہے۔

رکعتیں بعد الوتر کی جملہ روایات رکعتین قبل الوتر پر محمول ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ

محدث کبیر حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمہ اللہ نے شرح ابواب الوتر میں لکھا ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے رکعتین بعد الوتر کے تمام طرق نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ،

قال الامام یحتمل ان یکون المراد بہ رکعتان بعد الوتر ویحتمل ان یکون اراد فاذا اراد ان یوتر فلیرکع رکعتین قبل الوتر

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۳)

ترجمہ : دو رکعات وتروں کے بعد پڑھی گئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے یہ دو رکعات وتروں سے پہلے کی ہوں۔

محدث العصر حضرت الاستاذ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں احتمال ثانی یعنی رکعتین قبل الوتر کو اختیار کرتا ہوں اور میرے شیخ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے کشف الستر کے اندر اِسی کو اختیار فرمایا ہے۔

ایسا ہی ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں اور طبقات شافعیہ میں بھی رکعتین قبل الوتر کو اختیار کیا ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ وتر کے بعد رکعتین منسوخ ہوئی ہیں چنانچہ اُنہوں نے باب باندھا ہے

باب من قال یجعل اٰخر صلاتہ وترا وان الرکعتین بعدھا ترکتا

(بیہقی ج ۳ ص ۳۴)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے آخری نماز وتر ہونے کے سلسلے میں تمام روایات باسانید جلیلہ صحیحہ نقل فرمائیں جن سے آخر میں وتر پڑھنے کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔امام دارمی رحمہ

اللہ اور امام دار قطنی رحمہ اللہ وغیرہ بزرگوں نے اپنے اپنے سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ وتر کے بعد دو رکعات نفل پڑھی جائیں یہ تہجد کے قائم مقام ہوں گی۔ اس سلسلے میں اسانید سے قطع نظر امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان دو رکعت کو قبل الوتر پر محمول فرمایا ہے اور حافظ ابن الھمام رحمہ اللہ نے وتروں کے بعد نفل کو غیر مستحب یعنی غیر اولیٰ فرمایا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے فتاویٰ شام کے اندر عشاء کے بعد جو نفل پڑھے جائیں ان کو تہجد کے قائم مقام معتبر فرمایا ہے ملاحظہ ہو علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وما كان بعد صلوٰة العشاء هو من الليل وهذا يفيد ان هذه السنة تحصل بتنفل بعد صلوٰة العشاء قبل النوم (فتاوٰی شام ج۱ ص۴۵۹)

امام بخاری رحمہ اللہ نے رکعتین بعد الوتر کی روایت کو اعتناءً ذکر نہیں فرمایا اس لئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک جو روایت قابل اعتبار ہوتی ہے اس پر باب باندھتے ہیں چنانچہ محدث العصر حضرت الاستاذ حضرت بنوری رحمہ اللہ نے بھی شرح ابواب الوتر میں یہی جواب دیا ہے بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یوں باب باندھا ہے

''باب ليجعل اٰخر صلاته وترا'' (بخاری ج۱ ص۱۳۶)

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ'' **اجعلوا اٰخر صلوتكم بالليل وتراً** '' جو باتفاق محدثین والفقہاء اصح ترین روایت ہے جیسا کہ علامہ زیلعی رحمہ اللہ کے بیان سے ظاہر ہوا ہے۔ واضح رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ابواب الوتر میں رکعتین بعد الوتر کے قولاً وفعلاً خلاف موجود ہے۔ ہم بطور نمونہ کے کچھ عرض کرتے ہیں قولی روایت تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی گزر گئی قولاً دوسری بھی عبداللہ ابن عمر

رضی اللہ عنہما کی ہے چنانچہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ

”ان رجلا سئل النبی ﷺ من صلوٰۃ اللیل فقال رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعۃ واحدۃ یوتر له (بخاری ج۱ص۱۳۵)

ترجمہ : ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے رات کی نماز پوچھی آپ ﷺ نے فرمایا کے رات کو دو دو رکعات نفل پڑھنا چاہئیں جب صبح ہونے لگے تو (دو رکعات کیساتھ) ایک اور رکعات ملا دی جائے اور وتر پڑھ لئے جائیں۔ اس روایت میں صاف وصریح الفاظ کے اندر نبی کریم ﷺ نے رات کی نماز کے آخر میں وتر بیان فرمائے اور دو رکعت بعد الوتر کا کوئی ذکر نہیں فرمایا چنانچہ اسی روایت کے ذیل میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

واستدل بھذا علی انه لا صلوٰۃ بعد الوتر (فتح الباری ج۲ص۳۹۹)

یعنی اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ وتروں کے بعد (نفل کی) کوئی نماز نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہکی روایت کو نقل کر کے علماء کی طرف سے جواب دیدیا۔ روایت یوں ہے” کان یصلی رکعتین بعد الوتر جالسا“ آپ وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

اجاب من لم یقل بذالک بان الرکعتین المذکورتین ھما رکعتا الفجر (فتح الباری)

اس بات کی ہم ان شاء اللہ وضاحت کریں گے کہ وتروں کے بعد کی رکعات کی جملہ روایات یا تو ضعیف ہیں اور یا رکعتین فجر کی ہیں اور یا رکعتین قبل الوتر پر محمول ہیں

''کما فی البیھقیؒ والمرقاۃ للقاریؒ وشرح ابواب الوتر للبنوری'' حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات کوٹھہرا تا کہ آنحضرت ﷺ کے معمولات شب دیکھ سکوں۔

اس تفصیلی روایت کے آخر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

'' ثم صلیٰ رکعتین ثم صلیٰ رکعتین ثم صلیٰ رکعتین ثم صلیٰ رکعتین ثم صلیٰ رکعتین ثم صلیٰ رکعتین ثم اوتر ثم اضطجع حتی جاء المؤذن فقام فصلی رکعتین ثم خرج فصلی الصبح (بخاری ج ا ص ۱۳۵)

اس روایت میں تمام نوافل وتر سے پہلے ہیں۔ وتروں کی آپ ﷺ نے جو دو رکعت پڑھی ہیں وہ ''رکعتین قبل الفجر '' ہیں ایسے ہی بخاری شریف میں علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

کان النبی ﷺ یصلی من اللیل مثنی مثنی ویو تر برکعۃ ویصلی رکعتین قبل صلوٰۃ الغداۃ (بخاری ا ص ۱۳۵،۱۳۶)

یعنی آنحضرت ﷺ رات کو دو دو رکعات نفل پڑھتے تھے آخر میں ایک اور ملا کر وتر پڑھ لیتے تھے وتروں کے بعد نماز فجر سے پہلے دو رکعات سنت فجر پڑھتے تھے اس روایت میں بھی تصریح ہے کہ آنحضرت ﷺ وتروں کے بعد جو دو رکعات پڑھتے تھے وہ فجر سے پہلے کی دو سنتیں ہوتی تھیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں روایت ہے جس میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ سے آنحضرت ﷺ کی رات کی نماز جو آپ رمضان شریف میں پڑھتے تھے دریافت فرمائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا

''ما كان رسول الله ﷺ يزيد في رمضان ولا في غيره علىٰ احدى عشرة ركعة يصلي اربعاً فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم يصلي ثلاثا (بخاری ج ا ص ۱۵۴)

ترجمہ :جناب رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں اور اس طرح رمضان کے علاوہ بھی رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے جن میں آخری تین رکعت وتروں کی ہوتی تھیں اس روایت میں آخری نماز وتر کی ہے وتروں کے بعد کوئی نفل نہیں ہیں ۔ واضح رہے اس روایت میں آٹھ رکعت نماز تہجد قرار دے دی گئیں ہیں چنانچہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ حنفی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعات نماز تہجد آپ ﷺ عام طور پر پڑھتے تھے (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۸) چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری کے حوالے سے اوپر گزری ہے اس میں تہجد کی بارہ رکعات مذکور تھیں جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے محدثین اور فقہاء نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کبھی کبھی بارہ بھی پڑھتے تھے۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بارہ رکعات تہجد کا قول نقل کیا ہے ملاحظہ ہو (شرح شمائل ترمذی ص ۱۵۸، ۱۵۹)

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے فتاوی شام (ج ا ص ۴۶۰) پر لکھا ہے کہ تہجد کی کم از کم دو رکعات ہیں ''واکثرہ ثمان ''اور انتہائی آٹھ (۸) رکعات ہیں ۔ یہ تعداد بھی عام حالات کے مطابق ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے ذیل میں بدر الدین عینی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ صرف انتہائی نماز تہجد کی تو وہ بارہ رکعات ہی ہیں جس کی وضاحت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے ۔ بعض لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا کی روایت میں آٹھ رکعات کو تراویح کی نماز سمجھا ہے مگر محققین نے اسے نادانی اور غفلت پر محمول کیا ہے۔ورنہ حضرت عائشہ تو خود ''فی رمضان ولا فی غیرہ ''فرماتی ہیں۔پھر تو رمضان شریف کے علاوہ بھی غیر مقلدین کو تراویح کی نماز پڑھنی پڑے گی۔کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ ''عکس نام نہد زنگی را کافور ''

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

ایسے ہی امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک اور باب باندھا ہے۔

باب کیف صلوٰۃ اللیل و کیف کان النبی ﷺ یصلی باللیل

(بخاری ج ا ص ۱۵۳)

اس کے بعد عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل فرمائی جس کے آخر میں صرف وتر ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے شاگرد مسروق رحمہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی رات کی نماز پوچھی تو انہوں نے جواب دیا،

فقالت سبع و تسع واحدیٰ عشر سوی رکعتی الفجر

(بخاری ج ا ص ۱۵۳)

اس میں بھی رات کی آخری نماز یعنی وتروں کے بعد رکعتین قبل الفجر ہیں۔وتروں کے بعد کے نفلوں کا ذکر نہیں ہے اور اس سے زیادہ واضح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت موجود ہے۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی ﷺ یصلی من اللیل ثلاث

عشرة رکعة منها الوتر و رکعتا ا لفجر (بخاری ج۱ص۱۵۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے جن میں وتر اور رکعتین قبل الفجر بھی ہوتی تھیں ۔راقم آثم عرض کرتا ہے کہ جس روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے گیارہ رکعات کو ذکر فرمایا۔اس میں رکعتین قبل الفجر سمیت تیرہ (۱۳) ہوگئیں ۔اس آخری روایت میں وتر اور فجر کی سنتیں مذکور ہیں ۔اس کے ذیل میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

'' وینبغی ان یستحضر ھنا ما تقدم فی ابواب الوتر من ذکر رکعتین بعد الوتر والاختلاف ھل ھما الرکعتین بعد الفجر او صلوٰۃ مفردۃ بعد الوتریؤیدہ ما وقع عند احمد وابی داؤد من روایت عبد اللہ بن ابی قیس عن عائشہ رضی اللہ عنھابلفظ کان یوتر باربع و ثلاث و ست وثلاث و ثمان وثلاث و عشر وثلاث ولم یکن یوتر باکثر من ثلاث عشر ولاانقص من سبع و ھذا اصح ما وقفت علیہ من ذالک و بہ یجمع بینما اختلف عن عاشئہ رضی اللہ عنھا من ذالک '' (فتح الباری ج۳ص۱۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تفصیل ،تحقیق وتطبیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ابواب الوتر میں وتروں کے بعد جو دو رکعت مذکور تھیں اس میں اختلاف تھا کہ وہ رکعتیں قبل الفجر ہیں یا رکعتین بعد الوتر ہیں یہاں یہ بات واضح ہوئی کہ وہ رکعتین قبل الفجر تھیں جس کی تائید مسند احمد،سنن ابی داوٗد کے اندر عبداللہ بن ابی قیس کی روایت جو حضرت عائشہ سے ہے اس سے ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ آپ ﷺ چار رکعات کے ساتھ تین رکعات چھ رکعات کے ساتھ تین رکعات آٹھ رکعات کے ساتھ تین رکعات اور دس کے ساتھ تین

رکعات پڑھتے تھے۔اس روایت میں تین کے بعد کوئی ذکر مزید نوافل کا نہیں ہے اور جو دو رکعات بعض روایات میں ہیں ان کا ذکر یہاں صراحت سے ہوا'' **منھا الوتر ور کعتا الفجر** '' کہ وتروں کے بعد وہ دو رکعات سنت فجر کی تھیں۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''**ھذا اصح ما وقفت علیه**'' کہہ کر اس کی تصحیح فرمائی۔(جامع ترمذی ج۱ص۱۰۸)ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت رکعتین بعد الوتر کی ہے مگر اس روایت میں میمون بن موسی مرائی ہے جو حد درجہ کا ضعیف ہے چنانچہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

میمون بن موسیٰ ضعیف الحدیث وقال احمد کان یدلس وقال النسائی لیس با القوی (میزان الاعتدال ج۴ص۲۳۴)

پس یہ روایت تو ضعیف ہوگئی۔چنانچہ صاحب قوت المغتذی فی شرح الترمذی لکھتے ہیں

ھذا مخالف لقوله ﷺ اجعلو آخر صلوتکم باللیل وترا

(قوت المغتذی علی شرح الترمذی ج۱ص۱۰۸)

یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کے خلاف ہے جس میں آپ ﷺ نے آخر میں وتر پڑھنا فرمایا ہے آگے آئمہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

ولا یعتبر ممن یعتقد بسنیة ھاتین الرکعتین ویدعو الیه بجھالته وعدم انسه با الاحادیث الصحیحه(قوت المغتذی علی الترمذی ج۱ص۱۰۸)

یعنی ان لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور جو بوجہ جہالت اور احادیث صحیحہ نہ سمجھنے کے لوگوں کو اس کے پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں اور سنت سمجھتے ہیں۔ہر روایت میں ضعیف راوی کے آنے سے روایت ضعیف ہو جاتی ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے ''**الباحث**'' میں

،ابن صلاح رحمہ اللہ نے اپنے ''مقدمہ'' میں اور علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ نے'' کوثر النبی'' میں تصریح کی ہے یہ اصول محدثین کے یہاں مسلمہ ہے جس کی تفصیل ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ کی کتاب الجرح والتعدیل میں ہے۔ہم نے اپنے رسالہ

'' التنقیح المتین فی تحقیق اطلبو العلم ولو با لصین ''

میں اسکو پورے بسط کے ساتھ عرض کیا ہے جو ان شاء اللہ العزیز باعث تسلی ثابت ہوگا۔بطور تمثیل کے عرض کیا جا تا ہے کہ خاتم المحد ثین وسند المفسرین وقدوۃ آئمۃ الجرح والتعدیل امام العصر حضرت مولانا انورشاہ الکشمیری الدیوبندی رحمہ اللہ ایک روایت کوراوی کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں

وفی سنده کلام من جا نب ابی عبید ہ فا نه ضعیف عند المحد ثین

یعنی اس روایت پر ابوعبیدہ کی وجہ سے اعتراض ہے کیونکہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے آگے چل کر مزید لکھتے ہیں''**فلا اعلم وجه اخر اجه مع ضعف الراوی**'' یعنی باوجود راوی کے ضعیف ہونے کے اس کو کیونکر نقل کیا ہے ملاحظہ ہو(عرف الشذی علی الترمذی ج ا ص ۱۰۸)ابوداؤد کے اندر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے تیرہ رکعات نماز شب کی اس کے ضمن میں علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

فیصیر وتره ثلاثاو نفله ثما نیا والر کعتا ن للفجر (عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۴ ص ۴)

یعنی آپ کے وتر تین رکعات اور نفل آٹھ رکعت اور فجر کی دو رکعات سنت تھیں۔راقم آثم عرض کرتا ہے چونکہ جناب نبی کریم ﷺ وتر کو آخر میں پڑھتے تھے جن کے بعد آپ ﷺ رکعتین قبل الفجر ہی پڑھتے تھے۔جیسا کہ حدیثوں میں وتروں کے بعد متصل

سنت فجر کا ذکر آتا ہے شاید اس وجہ سے آپ ﷺ نے بعض دفعہ تھک کر بیٹھ کر پڑھ لی جس کی وجہ سے جا لساً کا ذکر آتا ہے یہ نہ کہا جائے کہ سنت فجر بیٹھ کر ثابت نہیں ہے کیونکہ سنن ابوداؤد کی روایت میں یہ تصریح موجود ہے کہ آپ ﷺ نے بین الاذنین دو رکعات بیٹھ کر پڑھ لی اور یہ ظاہر ہے کہ اذان اور تکبیر کے درمیان فجر ہی پڑھی جاتی ہے۔

ان السنة اداؤهما قياما فان الجلوس كان لعذر (سنن ترمذی ج ا ص ۱۰۷)

یعنی بیٹھ کر سنت فجر پڑھنا کسی عذر سے تھا یا نفس جواز سمجھانے کے لئے ملاحظہ ہو (بذل المجھود فی حل ابی داؤد ج ۲ ص ۲۵۹)۔ پس یہ احتمال یقین کے درجہ میں ہوا کہ وتروں کے بعد آپ ﷺ سنت فجر ہی پڑھتے تھے اگرچہ امام بیہقی رحمہ اللہ وغیرہ آئمہ حدیث نے یہ فرمایا ہے کہ وتروں کے بعد دو رکعت نفل آپ ﷺ پڑھ چکے تھے مگر بعد میں آپ ﷺ نے اس کو ترک فرما دیا تھا۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ احتمال ہے کہ یہ دو رکعت آپ ﷺ وتروں سے پہلے پڑھتے تھے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تین جواب دے چکے ہیں۔ پہلا جواب کہ یہ دو رکعات ابتداء میں پڑھی جاتی تھیں بعد میں منسوخ ہو گئیں ''اجعلو آخر صلوٰتکم باللیل وترا'' سے اور دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ دو رکعات وتروں سے پہلے پڑھی جاتی تھیں۔ اور تیسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ دو رکعات فجر کی دو سنتیں تھیں۔

حضرت مولانا عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ نے رکعتین بعد الوتر کی روایت کو بمقابلہ احادیث صحیحہ، قولیہ وفعلیہ کے ضعیف قرار دیتے ہوئے بطور تمثیل کے لکھا ہے کہ رکعتین بعد الوتر کی روایت ''اجعلو ا اٰخر صلوٰتکم باللیل وترا'' کے مقابلے میں

مأول ہے یعنی (محتاج تاویل) آگے انہوں نے تین تاویلیں پیش کی ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

عن ابی امامة رضی الله عنه قال کان رسو ل الله ﷺ یصلی رکعتین بعد الوتر وهوجا لس یقرأ فیهما اذا زلزلت وقل یا ایها الکفرون رواه احمد ،وعن ابن عمررضی الله عنه یر فعه اجعلو آآخر صلو تکم با للیل وترا ، رواه الشیخان والجو اب عنه بثلاثة وجوه احدها انکا ر الحد یث الاول وهو قول ما لک رحمه الله ثانیها ان الحدیثالاول لبیا ن الجواز والثانی علی الاستحباب ثا لثها ان الرکعتین ملحقا ن بالو تر و ستشکل الامام احمد رحمه الله التطبیق والترجیح فقال لا اصلیهما ولا انهی عنهما (کوثر النبی ص ۳۴)

ترجمہ : ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ وتروں کے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ زلزال اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون پڑھتے تھے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ۔ اس کے تین طرح جوابات دیئے گئے ہیں پہلا یہ کہ وتروں کے بعد دو رکعات کی روایت سے انکار کیا گیا ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ انکار فرماتے تھے، دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ پہلی روایت سے صرف جواز ثابت ہوتا ہے جبکہ دوسری روایت میں امر مستحب بیان ہوا ہے یعنی ابوامامہؓ کی روایت سے زیادہ سے زیادہ وتروں کے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے لیکن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے وتروں کے بعد نفل نہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور مستحب یہی ہے راقم آثم

عرض کرتا ہے **اجعلو** اصیغہ امر کا ہے اور امر کا موجب بمقتضائے اصول وجوب کا ہے یعنی جہاں امر اور حکم وارد ہو اس سے وجوب ثابت ہوتا ہے لہٰذا امام مالک رحمہ اللہ نے وتروں کے بعد دو رکعات سے انکار اسلئے فرمایا کہ وجوب جو تقاضہ ہے **اجعلوا** قول رسول ﷺ کا اسکے ہوتے ہوئے دو رکعات صحیح نہیں ہوسکتیں۔ دوسرے جواب کا منشاء بھی اصولی ہے وہ یہ کہ امر کا موجب کبھی استحباب ہوتا ہے لہٰذا نہ پڑھنا مستحب ہوا ملاحظہ ہو

(نور الانوار ص ۲۷ ، حسامی ص ۲۷ ، اصول بزدوی، اصول سرخسی ذیل مبحث فی الامر)

تیسرا جواب یہ کہ رکعتین بعد الوتر وتر ہی کی دو رکعات ہیں گویا راوی نے علیحدہ ذکر کیا لیکن درحقیقت یہ وتروں ہی کی دو رکعات تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں ان ودرکعات کو نہ پڑھوں گا اور نہ اس سے منع کروں گا۔ امام احمد رحمہ اللہ کا منع نہ فرمانا احتیاط پر مبنی ہے ورنہ امام احمد رحمہ اللہ جیسے عظیم حامل حدیث بزرگ کا وتروں کے بعد نہ پڑھنا ہی کافی ہے۔ چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے

سئل احمد کیف حفظت الاحادیث کلھا فاجاب ما سمعت حدیثاالا عملت به

یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے لاکھوں احادیث کیسے یاد فرمائیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جب بھی میں نے کوئی حدیث سنی ہے اس پر عمل ضرور کیا۔ واضح رہے کہ چوتھا جواب بھی موجود ہے جو ہم فتح الباری اور عمدۃ القاری کے حوالے سے نقل کر آئے ہیں وہ یہ کہ دو رکعات بعد الوتر سنت فجر تھی۔ چنانچہ اسی جواب کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں واضح الفاظ میں نقل کیا ہے جو قبل میں گزر چکا ہے۔

ایک علمی شبہ اور اس کا جواب

صحیح مسلم شریف (ج ا ص ۲۵۴) رکعتین بعد الوتر کی روایت میں کان یصلی کے الفاظ آتے ہیں ہمارے دور کے بعض فاضل علماء نے اس سے دوام اور استمرار سمجھا ہے چنانچہ ایک گفتگو کے درمیان ہمیں یہی معلوم ہوا جبکہ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں اسی حدیث کے ذیل میں اس کا جواب دیا ہے فرماتے ہیں

ولا تغتر بقولها كان يصلى فان مختار الذى عليه اكثرون والمحققون من الاصوليين ان لفظة كان لا يلزم منها الدوام والتكرار ملاحظہ ہو (شرح نووی علی المسلم ج ا ص ۲۵۴)

یعنی لفظ کان سے دھوکہ نہ کھانا اس لئے کہ اکثر علماء محققین اصولیین کے نزدیک لفظ ''کان'' سے دوام وتکرار لازم نہیں آتا۔ محدث العصر حضرت بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ (معارف السنن ج ا ص ۴۶۶، ج ۵ ص ۱۱۴)

رکعتین بعد الوتر کے بارے میں ملا علی قاریؒ کی آراء گرامی

ابن ماجہ کی ایک روایت پر کلام کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

ولعله كان كله قبل قوله عليه الصلوٰة و السلام اجعلوا اٰخر صلوتكم بالليل وترا

یعنی وتروں کے بعد دو کی رکعات کی جملہ روایات آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے پہلے کی ہیں جس میں آپ ﷺ نے وتر کو آخر میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے جو باب باندھا تھا کہ وتروں کے بعد دو رکعات بعد میں منسوخ ہو گئیں تھیں ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی یہی فرما رہے ہیں (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۵۴)

سنن دارمی کی ایک روایت جس میں بظاہر وتروں کے بعد دو رکعات معلوم ہوتی ہیں اس پر کلام کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

فیہ دلالۃ علی منع الایتار بواحدۃ والاظهر ان المراد بالوتر ثلاث رکعات والرکعتان قبلہ نافلۃ قائمۃ مقام التہجد و قیام اللیل

(مرقاۃ ج ۳ ص ۳۵۵)

یعنی اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھنا منع ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ یہاں پر تین رکعات وتر کی مراد ہیں اور دو رکعات وتر سے پہلے کے نفل ہیں جو تہجد کے قائم مقام ہیں اور رات کی نماز کے بھی۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہاں دو اہم باتیں سمجھا دیں پہلی بات یہ کہ یہ دو رکعات درحقیقت قبل الوتر ہیں اور دوسری بات یہ کہ وتروں سے پہلے جو دو رکعات نفل پڑھی جاتی ہیں وہی تہجد کے قائم مقام ہے ہم نے اس سے پہلے فتاویٰ شام کے حوالے سے بھی یہ بات عرض کی تھی کہ عشاء کے بعد وتروں سے پہلے تہجد کی نیت سے نفل پڑھنا تہجد کے قائم مقام ہے ملا علی قاری رحمہ اللہ کی عبارت سے یہ مسئلہ مزید واضح ہوا۔ مسند احمد کی ایک روایت جو حضرت ابوامامہ کے واسطے سے ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں، ’’ **کان یصلیهما بعد الوتر وهو جالس** ‘‘ کہ آنحضرت ﷺ

وتروں کے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

اس حدیث کے ذیل میں ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں "**کان ای اوّل الا مر او احیاناً**"، یعنی آنحضرت ﷺ نے ابتدا میں یہ دو رکعات پڑھی تھیں بعد میں یہ نہیں رہیں یا یہ کہ یہ آپ کا با قاعدہ عمل نہیں رہا (مرقاۃ ج۳ص۳۵۵)

یہاں پر مندرجہ ذیل فوائد سمجھنے کے ہیں

(۱) آنحضرت ﷺ کا باقاعدہ عمل جو سنت کہلاتا ہے وتروں کے بعد نفل نہ پڑھنے کا ہے اور اس پر آپ ﷺ کے اقوال وافعال دال ہیں۔

(۲) جن روایات میں **بعد الوتر** کے الفاظ ملتے ہیں محدثین ان کو منسوخ قرار دے رہے ہیں۔اور اس سلسلے میں ناسخ آپ ﷺ کا قطعی ارشاد" **اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وتراً** "ہے۔ملا علی قاری رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ وتروں کے بعد کی دو رکعات کو منسوخ فرماتے ہیں۔

(۳) سنن دارقطنی اور سنن دارمی وغیرہ کی روایات میں وتر کے بعد دو رکعات پڑھنے کو جو تہجد کے قائم مقام فرمایا ہے وہ بھی وتروں سے قبل کی دو رکعات ہیں۔

(۴) عشاء کی نماز کے بعد وتروں سے قبل دو رکعات بنیت تہجد پڑھنا تہجد کے قائم مقام ہو سکتی ہیں ملا علی قاری رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ اور امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ اِس کے قائل ہیں۔

(۵) وتروں کے بعد دو رکعات کی روایات کو امام مالک رحمہ اللہ جیسے عظیم امام الحدیث

صحیح نہیں سمجھتے تھے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

"فانکر الامام مالک رحمه الله حدیث الرکعتین بعد الوتر وقال لم یصح"

(لمعات شرح مشکوٰۃ ج۴ص۹۰)

ملاعلی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس سے منع فرمایا ہے۔

وقال ابن حجر ابیٰ اکثر اصحابنا ذالک (مرقاۃ ج۳ص۳۵۴)

(۶) جمہور علماء یعنی محدثین اور فقہاء وتروں کے بعد نفل پڑھنے کو خلاف مستحب فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

(i) فتح القدیر ج۱ص۳۸۲ (ii) مرقاۃ ج۳ص۳۵۴،۳۵۵

(iii) لمعات ج۴ص۹۰

ابوداؤد کے ایک نسخے میں یہ موجود تھا کہ وتروں کے بعد دو رکعات نہ پڑھی جائیں

قال ابوداؤد اصحابنا لا یرون الرکعتین بعد الوتر (بذل المجہود ج۲ص۲۹۵)

یعنی امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء وتروں کے بعد دو رکعات پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے، اس سے بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ متقدمین میں ان دو رکعات سے انکار پایا جاتا تھا۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ وتروں کے بعد دو رکعات پڑھنے کو ہمارے زمانے کے بزرگ اچھا نہیں سمجھتے تھے (مصنف عبدالرزاق ج۳ص۳۱)

ہمارے حنفی فقہاء نے ان دو رکعتوں کا ذکر اپنی کتابوں میں نہیں فرمایا ہے جیسا کہ ہم اپنے دوسرے رسالے "احسن المسائل" میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

صرف روایت میں آنا عمل کے لئے کافی نہیں

بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہو جاتا ہے ایک چیز جب کسی روایت میں آجاتی ہے تو وہ ثابت ہو جاتی ہے یہ ایک علمی لغزش ہے جس پر ہمارے بزرگ تنبیہ فرما چکے ہیں روایت میں آجانے کے ساتھ ساتھ فقہاء کا اس چیز کو قبول کرنا ضروری ہے ورنہ روایات میں بعض ایسی چیزیں ذکر ہوتی ہیں جو قابل عمل نہیں ہوتیں یہی حال مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا ہے امام دارمی رحمہ اللہ نے اس پر باب باندھا ہے

باب الرکعتین قبل المغرب (سنن دارمی ج۱ص۲۷۶)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس پر باب باندھا ہے ملاحظہ ہو

باب الرکعتین قبل المغرب (سنن دارقطنی ج۱ص۲۶۴)

مگر ہمارے فقہاءِ کرام نے اس سے انکار کیا ہے اور نا قابل عمل ہے۔ اسی طرح صحیحین کی روایت میں فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر آتا ہے جیسا کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مگر مجتہدینِ عظام اور فقہاءِ دین نے قرآن وحدیث کے مسلمہ اصول کے پیش نظر نمازوں کے بعد ایسا ذکر جو دوسروں کیلئے تشویش کا باعث ہو منع فرمایا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری، فتاوی قاضی خان اور فتاوی بزازیہ میں موجود ہے۔ اسی طرح ذکر بعد الصلوٰۃ کے بارے میں بھی یہی عرض ہے کہ فقہاء دین میں سے کسی نے بھی اس کو اختیار نہیں فرمایا اور آج اہل بدعت اس وجہ سے گمراہی کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں کہ وہ فقہاء کرام کا دامن چھوڑے ہوئے ہیں۔ محقق ابن الھمام رحمہ اللہ نمازوں کے بعد ذکر بالجہر

کے سلسلے میں فرماتے ہیں

لم یعرف احد من الفقہاء قالہ (فتح القدیر ج ا ص ۳۸۴)

فقہاء میں سے کسی نے اس کو نہیں لیا۔

طرفہ تماشہ

بدعتیوں کے اعلیٰ حضرت جن کو یہ لوگ مجدد تک کہہ جاتے ہیں احمد رضا خان بریلوی حافظ ابن الھمام رحمہ اللہ کو محقق علی الاطلاق کہتے تھے لہٰذا موجودہ زمانے کے بدعتیوں کو فوراً نمازوں کے بعد ذکر بالجہر چھوڑنا چاہیے چونکہ ابن الہمام رحمہ اللہ تو حسن اتفاق سے ان کے اعلیٰ حضرت کے یہاں بھی مستند اور معتمد ثابت ہوئے ''**والحمد للہ علی ذالک**'' نیز اسی خوش فہمی میں مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر والوں نے فتح القدیر بھی طبع کرادی اب مصنف بھی ان کے یہاں مستند اور کتاب بھی ان کے یہاں کی مطبوعہ اب بھی اگر بدعتی نہ مانیں تو اس کو سوائے ہٹ دھرمی کے کیا کہا جاسکتا ہے۔

کل میاں حجام جہاں مونڈھتا تھا اوروں کا سر
آج اسی کوچہ میں خود اس کی حجامت ہو گئی

شاید بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت سے اختلاف کرتے ہوئے محقق علی الاطلاق کو وہابی بالاتفاق کہنا شروع کردیں مگر پھر بھی یہ ماننا پڑے گا کہ اس قسم کی بدعات میں یہ لوگ حنفی تو کیا کسی بھی فقہ کے تابع نہیں بلکہ نرے غیر مقلد ہیں اور غیر مقلدیت کی وجہ سے آج فقہاء دین کے مسلمہ اصول سے انحراف کرتے ہوئے تفرقۂ اعتقاد اور تفرقۂ دین کا باعث

بنے ہوئے ہیں۔ یہ بات ہم نے ضمناً ذکر دی تفصیلی بحث ان شاء اللہ العزیز ہمارے رسالے ''احمد رضا خان کا علمی جائزہ'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

احسن التعارف

جامعہ عربیہ احسن العلوم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک مدت سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔

جامعہ کی بنیاد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ نے ۱۳۹۸ھ میں رکھی۔

جامعہ کا مقصد ایسے باعمل اور باصلاحیت علماء تیار کرنا ہے جو کہ امت مسلمہ کی صحیح راہنمائی کرسکیں۔

جامعہ میں مکمل درس نظامی، تفسیر قرآن کریم، احادیث مبارکہ، فقہ، اصول فقہ، عربی ادب، منطق فلسفہ وغیرہ کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

علوم اسلامیہ کی مکمل تعلیم کے علاوہ حفظ قرآن کریم، درجہ اعدادیہ (مساوی آٹھویں جماعت) کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

جامعہ میں درجاتِ تخصص PHD کا بھی معقول انتظام ہے۔

دارالافتاء

جامعہ کے دارالافتاء میں دنیا بھر سے آنے والے سوالوں کے جوابات اور دیگر مسائل کا حل شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہ کی نگرانی میں کیا جاتا ہے

شعبۂ انٹرنیٹ

جامعہ میں ایک شعبہ انٹرنیٹ کا بھی ہے جہاں سے حضرت مفتی صاحب کے روزمرہ

کے بیانات بخاری اور ترمذی کے درسیات اور اس کے علاوہ مکمل درس نظامی کی تعلیم نیٹ کے ذریعے دنیا بھر میں پہنچائی جاتی ہے۔

دارالتصنیف ودفتر ماھنامہ الاحسن

جامعہ کا ایک نمائندہ مجلّہ بنام ''ماہنامہ الاحسن'' ہے جو کہ ہر ماہ شائع ہوتا ہے اس میں عوام الناس کی آگاہی کے لئے علماء کرام کے مضامین اور دیگر دینی مسائل میں راہنمائی کا خاطر خواہ سامان موجود ہوتا ہے۔

دورۂ تفسیر قرآنِ کریم

دورانِ تعطیلات جامعہ عربیہ احسن العلوم میں دورۂ تفسیر قرآن کریم کا انعقاد بھی ہوتا ہے جس میں ملک بھر سے علماء طلباء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شرکت کرتے ہیں۔ دورۂ تفسیر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ شعبان اور رمضان میں خود پڑھاتے ہیں۔

جامعہ کے اساتذہ کی تعداد ۳۰ سے متجاوز ہے دیگر تمام شاخوں کے اساتذہ کی تعداد تقریباً ۶۰ سے متجاوز ہے۔

جامعہ کی دیگر شاخیں

(۱) جامعہ احسن المدارس سپر ہائے وے گلشن معمار و جامع مسجد محمد عاقل

(۲) جامعہ احسن الدراسات F-11 نیو کراچی و جامع مسجد چراغ الاسلام

(۳) جامعہ احسن المقاصد ماڑی پور ہاکس بے کراچی و جامع مسجد المقصود

(۴) جامعہ صباء العلوم و جامع مسجد عثمان و طاہر کوئٹہ ٹاون کراچی

(۵) جامع مسجد امام ابو یوسف ایاز ٹاؤن کراچی

(۶) جامع مسجد مفتی محمود نوری آباد (زیر تعمیر)

(۷) الاحسن اسلامک فاونڈیشن اسکول (جامعہ کے سامنے)

جامعہ عربیہ احسن العلوم میں کتب حفظ و ناظرہ اور درجہ تخصص میں طلباء کی کل تعداد ڈھائی ہزار (۲۵۰۰) ہے۔

مرکز کے علاوہ دیگر تمام شاخوں میں کتب اور درجہ حفظ کے طلباء کی کل تعداد دو ہزار (۲۰۰۰) سے متجاوز ہے۔

شعبان اور رمضان المبارک میں دورہ تفسیر قرآن کریم میں طلباء کی کل تعداد چھ ہزار (۶۰۰۰) سے متجاوز ہے۔خواتین کے لئے بھی باپردہ انتظام ہوتا ہے۔

ضروری وضاحت

دارالعلوم دیوبند کے اصولوں کے مطابق جامعہ میں داخل ہونے والے طلباء سے کسی قسم کی کوئی فیس کسی بھی مد میں نہیں لی جاتی ۔ان کا رہنا سہنا ،کھانا پینا ،ان کی کتابیں اور دیگر ضروریاتِ زندگی جامعہ کی طرف سے ہی پوری کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ماہانہ وظائف بھی تقسیم کئے جاتے ہیں اور وقتاً فوقتاً کامیاب طلباء میں قیمتی کتب اور دیگر انعامات بھی تقسیم کیئے جاتے ہیں۔ یہ تمام اخراجات اہل خیر حضرات اور دین کا درد اور سوز رکھنے والے اپنے عطیات سے پورا کرتے ہیں۔

لہٰذا اہل خیر حضرات سے دینی رشتہ کے توسط سے استدعا ہے کہ وہ زکوٰۃ ، فطرات،صدقات اور قربانی کی کھالیں اور دیگر نفلی صدقات کے ذریعہ جامعہ کا بھرپور تعاون فرمائیں اور دونوں جہانوں میں سعادت،سرخروئی اور ثواب کے مستحق بن جائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

الداعی الی الخیر

(مولانا مفتی) محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

رئیس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

021-34968356

Account Details

National Bank Of Pakistan

Gulshan-e-Iqbal Block No.6 Rashid Minhas Road

Current A/c:Zakat	10404-5
Current A/c:Atyat	10405-4
Current A/c:Masjid	10406-3

وأحسن كما أحسن الله إليك (الآية)

www.ahsanululoom.com